[illegible]

وہ اُنکی بدکاریاں اپنے اوپر اُٹھائیگا۔

اور اُسنے بہتیروں کے گناہ اُٹھالئے اور گنہگاروں کی شفاعت کی یسعیاہ

دیکھو یہ خدا کا برہ ہے جو دنیا کا گناہ اُٹھا لیجاتا ہے یوحنا ۱: ۲۹

اے محنت اُٹھانیوالو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو

میرے پاس آؤ میں تمہیں آرام دونگا متی ۱۱: ۲۸

اثبات کفارہ

بجواب اعتراضات کفارہ

دوسرا حصہ

مؤلفہ

پادری ٹامس ہاول صاحب پاسٹر کلیسیا چرچ آف انگلینڈ لاہور

۱۹۱۳ء

غلام مسیح پاسٹر لاہور کی معرفت

نولکشور پریس لاہور میں چھپا

کے قرآن کو مانتے ہوئے کوئی توریت۔ زبور۔ صحف انبیاء۔ اور انجیل کی اصلیت کی نسبت ذرا بھی شک نہیں کر سکتا۔ اگر اُن کی نسبت شک یا اُن کی اصلیت کا یا کلام اللہ ہونے کا انکار کرے تو وہ دوزخی ہے۔ بلکہ ایسے شخص کو قرآن کا مخالف سمجھنا چاہئے۔ اب ہم معترضین کی پیش کردہ دلائل کی جو کئی بار رد کی جا چکی ہیں پھر تردید پیش کر دیتے ہیں۔

[illegible] صفحہ ۱۰۔ ۲۔ بائیبل موجودہ پر گزشتہ تین چار ہزار سال کے عرصہ میں اس قدر تغیرات گزرے ہیں کہ در اصل اب وہ اس قابل نہیں کہ اُسے اول سے آخر تک لفظ بلفظ ایک الہامی کتاب تسلیم کر لیا جاوے۔

اوّل۔ بائیبل پر وہ کونسے تغیرات گزرے۔ آیا بائیبل کی اصلی زبان پر یا ترتیب پر گزرے اور کس ملک اور کس شہر کی بائیبل پر کس کس زمانہ میں گزرے۔ ذرا بتائے تو ہوتے۔ پھر جبکہ توریت۔ زبور۔ صحف انبیاء۔ اور انجیل خدا کا کلام ہے۔ اور ان کا محافظ بھی خدا ہے تو پھر تغیرات کیسے اور ان کا کیا ذکر۔ ہوتے تھے کہ ملاکی نبی تک پے در پے نبی ہوتے رہے۔ اور بائیبل کی انہیں کتابوں کو لکھتے اور ان کی تصدیق و تکمیل کرتے کراتے رہے۔ اور جب یہ کتابیں ہوتے ہوتے پندرہ سو برسوں کے بعد مکمل پہنچ گئیں اور نبی ان کے مشتہر کرنے والے رہے تو پھر ان میں تغیرات ہی کونسے ہو سکتے تھے۔ پھر خداوند یسوع المسیح اور حواریوں نے بھی انہیں کتب عہد عتیق سے ہی اقتباس کئے۔ اور ان کے مصنفوں کے نام سے انہیں موسوم کیا۔ انہیں کتابوں سے سندیں دیں اور لیں۔ اور انہیں کتابوں کی تصدیق کر کے عہد جدید یعنے پاک انجیل کو ان کے ساتھ شامل کر دیا۔ اور ذرا بھی ان کی اصلیت کی نسبت شک نہ کیا۔ پھر محمد صاحب جو چھ سو برسوں کے بعد کے زمانہ میں ہوئے۔ انہوں نے بھی توریت۔ زبور۔ صحف انبیاء۔ اور انجیل کی قرآن میں تصدیق کی اور قرآن کو ان کتب کا محافظ قرار دیا۔ اور انہیں کتب کو ہی لائق سند گردانا۔ اور انہیں کتب پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی۔ تعجب تو یہ ہے کہ اب آخری زمانہ میں ان مشہورہ جہان کی کتب آسمانی کی نسبت جن کا محافظ خود خدا اور قرآن رہا ہے۔ اور جنہیں ستاون کروڑ سے زیادہ اشخاص مختلف زبانوں میں پڑھتے

پانچ سو سے زیادہ زبانوں میں اپنی ہدایت اصول و ایمان پر کاربند رہنے کے
لئے پڑھنے اور بحث مباحثہ کے لئے پیش کرتے اور کام میں لاتے رہے ہیں پھر
کس طرح سے تغیرات تمام جہان کی مشہور کتب میں دخل پا گئے۔ اور ستاون کروڑ
اشخاص اور محافظان کی حفاظت رائیگان گئی۔ اور نہ معلوم کہ کس زبان کی
کتب میں کس وقت اور کس ملک کی کتب کی اصلیت میں فرق آ گیا ہے
کہ سب ممالک جہان کی کتب یہود و مسیحی و دیگر اقوام کے پاس کی مقبولہ و غیر
مقبولہ کتب بائیبل میں جو سب ایمانداروں و بے ایمانوں کے گھروں میں پڑھی
پڑھائی جا رہی تھیں اصلیت جاتی رہی۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ معترض
کے خلل دماغ کا توہم۔ اور بڑھیاؤں کی سی بڑ۔ اور مرض نادانی کے خواب و
خیال کیسا حال نتیجہ۔ اور پھر معترض جیسے رکابی مذہب کے تسلیم یا تسلیم کرنے
میں پڑا ہی کیا ہے۔ مجھے یاد ہے جب معترض محمد صاحب کو ترک کر کے عیسائی
بنے تھے تو محمد صاحب و قرآن پر زبان درازی کیا کرتے تھے۔ اب جو مرزائی ہو گئے
تو مسیحیوں پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر رہے ہیں۔ سنائیے جو جی میں آئے مگر یاد
رکھئے کہ خدا کو ضرور جواب دینا ہوگا۔ اس وقت ہوش میں آ جاؤ تو بہتر ہے ورنہ
انجام بہت ہی خطرناک ہوگا جو انہیں کتابوں میں بتایا گیا ہے۔

۵۴۔ قولہ۔ صفحہ ۱۸۔ سردست نمونہ کے طور پر ایک کتاب کا نام لیتا ہوں
جو یورپ کے ایک محقق ڈاکٹر جے کل۔ صاحب ایم۔ اے نے لکھی اور سنہ ۱۹۰۲ء
لنڈن میں چھپی ہے۔

اقول۔ شکر ہے کہ سنہ ۱۹۰۲ء کا ایک محقق محمد صاحب و قرآن کی تحقیقات
کے بعد آپ کو ایسا ملا کہ جس کی تقلید نے قرآنی تصدیق کتب مقدسہ کو معترض
کے دل سے اٹھا کر آپ کو ایسا مرید بنایا کہ معترض نے یورپ کے محقق ڈاکٹر
جے کل صاحب ایم اے کے طریق مخالفت بائیبل کو اختیار کر لیا کند ہم جنس
باہم جنس پرواز۔ کبوتر با کبوتر باز با باز۔ آپ کو جو پسند آیا سو آپ نے اختیار کر لیا اور ان
کو جو پسند آئیگا وہ اختیار کرینگے۔ لیکن فرمائیے تو یورپ والے کی تقلید میں آپ نے

ہیں پھر تحریف کی کوشش نہ کرتے۔ اور اُس پر بھی ظاہر ہو جاتا کہ کتب مقدسہ بائبل
صحیح و سالم بے کم و کاست لاکھوں یہودیوں اور کروڑوں مسیحیوں اور اُن
کے آپس میں کے مخالف فرقوں اور غیر مذہب والے مخالفوں کے ہاتھوں
زبان عبرانی و یونانی و ترجموں میں ممالک بممالک مشتہر ہو کر محمد صاحب تک
پہنچ گئیں اور قرآن نے نہ صرف اُن کی تصدیق کی بلکہ یہ بھی بتایا کہ اہل کتاب
اُن کتابوں کو پڑھتے ہیں۔ یونس ۱۰ رکوع ۹۴۔ اور اہل کتاب میں بہت
لوگ ایماندار ہیں۔ آل عمران ۱۲ رکوع ۱۱۳ و ۸ رکوع ۴۷۔ عراف ۲۰ رکوع ۱۵۹
اور قرآن میں صاف حکم ہے کہ محمد صاحب اہل کتاب ایمانداروں کی پیروی
کرے۔ انعام ۱۰ رکوع ۹۱۔ اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ۔ ترجمہ۔
یہ لوگ ہیں جن کو ہدایت کی اللہ نے پس ساتھ ہدایت اُن کی کے پیروی کر تو۔
اور پھر ظاہر ہے کہ قرآن نے اپنے نازل ہونے کا سبب ہی یہ بتایا ہے کہ
کہ ان کتابوں کی تصدیق کرے نہ کہ تکذیب۔ انعام ۱۱ رکوع ۹۳ - ۱۹ رکوع
۱۴۴۔ [illegible] قرآن یہ کہتا ہے کہ توریت و انجیل کلام اللہ ہے۔ عمران ا رکوع
۳۔ انعام ۱۱ رکوع ۹۴۔ توریت سچی ہے (نہ یہ کہ سچی تھی) توبہ ۱۴ رکوع ۱۱۲ -
توریت کی محمد صاحب نے بڑی صفائی سے تصدیق کی۔ عمران ۱۰ رکوع ۹۳ -
احقاف ۲ رکوع ۱۱ - مائدہ ۹ رکوع ۷۰ - انعام ۱۰ رکوع ۹۰ و ۹۱ - توریت میں
اللہ کا حکم ہے۔ مائدہ ۶ رکوع ۴۲ - ۷ رکوع ۴۵ - پھر قرآن انجیل کی بھی
تصدیق کرتا۔ اُس کا حکم جائز رکھتا۔ اور اُس کا محافظ بنتا ہے۔ مائدہ ۷ رکوع
۴۶ و ۴۷ - توریت سمجھاتی ہے۔ مومن ۶ رکوع ۵۶ محمد صاحب کے وقت
توریت معتبر و سند ٹھہرائی گئی۔ یونس ۱۰ رکوع ۹۴ - توریت جب تک قائم
نہ کی جائے تب تک کوئی راہ نہیں پا سکتا۔ مائدہ ۱۰ رکوع ۷۰ سے ۶۷ - جو
توریت کو نہیں مانتا وہ اللہ کی باتوں کو جھٹلاتا ہے۔ یونس ۱۰ رکوع ۹۵ -
توریت کے منکر دوزخی ہیں۔ ہود ۲ رکوع ۱۸ - توریت کی حفاظت کی بات دیکھو
مائدہ ۶ رکوع ۴۴ و ۴۸ و ۵۲۔ پس ظاہر ہے کہ باوجود قرآن کی ایسی زبردست تصدیق

مرزا صاحب کرشن ثانی کو تو ترک نہیں کر دیا۔ اس لئے ہم کو آپ کا اعتبار نہیں
کیونکہ آپ مذہب کے تبدیل کر لینے میں بڑے بہادر ہیں۔ آپ پہلے محمدی تھے
پھر عیسائی ہو گئے۔ پھر محمدی بنے۔ پھر شیعی اور وہابی بنتے ہوئے مرزائی کرشن
بن بیٹھے۔ اب اگر جناب کو مسیح عیسیٰ کے مخالف والٹر جے کل صاحب کا مذہب
پسند آگیا ہو تو تعجب ہی کیا ہے۔ افسوس کہ آپ نے خاک تو بہت چھانی لیکن
آپ کو کسی دور زمانہ کا مخالف حق نہ ہی ملا۔ بھلا صاحب یہی مٹی کہیں خاک
اڑانے سے بھی چاند چھپ سکتا ہے۔ آپ ایک نہیں بلکہ والٹر جے کل جیسے
پچاسوں مرتد و مخالف بھی لا کھڑے کریں کیا مجال ہے کہ وہ صداقت کے
برخلاف دم مار سکیں۔ ارے صداقت کے دشمن انبیاء صادقین۔ خداوند مسیح
عیسیٰ و اس کے حواریوں کی گواہی کے آگے والٹر جے کل جیسے کیا وقعت رکھتے
ہیں۔ یسعیاہ ۴۰: ۷ و ۸ = گھاس مرجھاتی ہے پھول کملاتے ہیں کیونکہ خداوند
کی ہوا اس پر بہتی ہے۔ یقیناً لوگ گھاس ہیں۔ ہاں گھاس مرجھاتی ہے پھول
کملاتے ہیں۔ پر ہمارے خدا کا کلام ابد تک قائم ہے۔

۵۵ قول۔ صفحہ ۱۸ میں مثال کے طور پر اس جگہ ذکر کرتا ہوں کہ توریت
خدا کا کلام ہے۔ (گستاخی معاف جب توریت کی اصلیت میں فرق آگیا تو پھر
اس کو خدا کا کلام کہنا آپ کا بیجا ٹھہرا) جو حضرت موسیٰ پر نازل ہوا تھا اگر
آج ہم اس میں یہ لکھا ہوا دیکھتے ہیں۔ کہ پھر موسیٰ مر گیا اور دفن ہوا اور اس
کی قبر کی خبر نہیں۔ آج تک اس جیسا کوئی پیدا نہیں ہوا۔ یہ فقرات ظاہر
کرتے ہیں کہ موسیٰ پر جو توریت اتری تھی۔ اس میں ضرور کچھ انسانی ہاتھ
نے اپنا دخل دیا ہے۔

اقول۔ استثنا کی کتاب کا آخری یعنے چونتیسواں باب کہ جس میں موسیٰ
کی موت وغیرہ کا بیان ہے شروع زمانہ انبیاء سے توریت میں پایا جاتا ہے۔
کوئی قدیم نسخہ توریت کا خواہ زبان عبرانی کا ہو خواہ قدیم زمانہ کے ترجمہ کا یعنی
خداوند یسوع مسیح کے تجسم سے پیشتر و بعد کے سب نسخوں میں یہ چونتیسواں باب

اسی طرح یہ کم و کاست پایا جاتا ہے۔ کوئی نسخہ قدیم یا بعد کا ایسا نہیں ہے جس میں یہ باب اور موسےٰ کی موت اور دفن وغیرہ کا حال نہ پایا جاتا ہو۔ سبب اس کا یہ ہے کہ چونکہ نبوت حضرت موسےٰ پر ختم نہ ہو چکی تھی اس لئے موسےٰ کے بعد انبیا کو توریت کے آخر میں ایسی باتوں کو الہام سے ضمیمہ کے طور پر۔ یا یادداشت کے لئے تذکرہ شامل کرنے کا اختیار تھا۔ اگر یہ کسی غیر ملہم کی لکھی ہوئی ہوتیں تو نبی صادق جیسے بعد ویسے ملاکی نبی تک ہوتے آئے وہ اس پر ضرور اعتراض کرتے توریت کو غیر الہامی ٹھہرا اس سے استدلال نہ کرتے پس جس حال میں وہ اسی تورات کو جس کے آخر میں یہ باتیں ہیں۔ سند اور دعوے کے ثبوت میں پیش کرتے آئے ہیں تو کیونکر توریت کی اصلیت میں شک کیا جا سکے۔ پھر ہمارے خداوند مسیح عیسےٰ کے زمانہ میں بھی یہی توریت موجود و مروج تھی اور یہ آخری باب بھی اس میں تھا جیسا کہ اب ہے پھر بھی خداوند مسیح نے توریت کی تصدیق کی۔ اور توریت کو لائق سند و معتبر قرار دیا۔ پھر خداوند مسیح عیسےٰ کے چھ سو برسوں کے بعد محمد صاحب نے بھی اسی توریت کی تصدیق کی جس میں یہ باتیں اس کے آخری باب میں بطور ضمیمہ لکھی ہوئی موجود و مروج تھیں۔ کیوں محمد صاحب کی وحی نے توریت کی اصلیت پر شک نہ کیا۔ اگر تحریف کے مسئلہ پر غور کرنی ہے تو کتاب میزان الحق۔ نیاز نامہ اشمار شیر میں۔ شہادت قرانی بر کتب ربانی۔ اور مینار الحق کو پڑھ لیجئے پس جبکہ موسےٰ کے بعد نبوت کا خاتمہ نہیں ہو گیا تھا جو ملاکی نبی اور خداوند مسیح عیسےٰ اور اس کے حواریوں تک جاری رہا تو عبارت متنازعہ کے الہامی ہونے میں کچھ شک نہیں رہا۔ لیکن اگر ہم ایسا ہی اعتراض قران پر کریں تو بجا ہے۔ کیونکہ آپ لوگ محمد صاحب کو خاتم النبیین کہتے اور قرآن کو صرف محمد صاحب ہی پر نازل شدہ مانتے اور خدا کو متکلم قرار دیتے ہیں۔ مگر وہ آپ کے اس مدعا کے برخلاف پایا جاتا ہے۔ حضرت موسےٰ کے بعد تو نبی لکھنے والے تھے اور نبوت ختم نہ ہوئی تھی مگر محمد صاحب کے بعد قران میں کچھ لکھنے یا ملانے

والا تو کوئی نبی نہ تھا۔ پھر یہ عبارتیں جو بجز از خدا و غیر از نبی قرآن میں پائی جاتی
ہیں کہاں سے آگئیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ قرآن غیر معتبر و اصلیت سے گرا ہوا نہ
مانا جائے۔ دیکھو قرآن کی وہ صورتیں جو خدا یا جبرائیل سے منسوب نہیں ہو سکتیں
وہ یہ ہیں۔ سورہ الحمد یا فاتحہ۔ بندے کا کلام ہے۔ اس کا شان نزول اور کہاں
نازل ہوئی پتہ نہ دارد۔ قرآن کے سپاروں کے اندر نہیں بلکہ باہر ہے۔ پھر دو سورتیں
جو معوذتین کہلاتی ہیں یعنے فلق و ناس۔ یہ دو تو خدا کا کلام نہیں۔ سورہ کافرون
زید بن عمر سے منسوب ہو سکتی اور سورہ ضحٰی ورقہ بن نوفل کا کلام ہے۔ پھر سورہ
عبس کا شروع اور سورہ اقرا یعنے علق کی ابتدائی پانچ آیتیں۔ اور سورہ انفطار
طارق۔ شمس۔ زلزال۔ عادیات۔ قارعہ۔ تکاثر۔ عصر۔ ہمزہ۔ فیل۔ نبا۔ نازعات
غاشیہ۔ فجر۔ لیل۔ تین۔ عادیات۔ اخلاص۔ پھر ان کے سوا بہت سی عبارتیں
قرآن میں ہیں جو نہ خدا سے اور نہ جبرائیل سے منسوب ہو سکتی ہیں۔ مثلاً یہ۔
ان اللہ وملائکتہ یصلون علے النبی۔ تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے
ہیں اوپر نبی کے۔ پھر سورہ حاقہ میں ہے۔ انہ لقول رسول کریم۔ یعنے یہ (قرآن)
رسول بزرگ کا قول ہے۔ پس ظاہر ہے کہ موسٰے کے بعد تو انبیاء صادق توریت
میں لکھنے والے موجود تھے کیونکہ نبوت موسٰے پر ختم نہ ہوئی تھی۔ پھر یہ کیسی قابل لحاظ
ہے کہ استثنا کے آخری باب میں موسٰے کی موت کے حال کو شامل کرنے سے سوائے
یادداشت کے کسی کو فائدہ ہی کیا تھا۔ اور اگر یہ شامل نہ کیا جاتا تو سوائے یادداشت
کے مٹ جانے کے اور کسی قسم کا نقصان بھی نہ تھا۔ یہ تو صرف بطور ضمیمہ
یادداشت کے لئے حضرت یشوعا یا حضرت عزرا نے الہام سے لکھ دیا تو اس سے
نہ کسی عقیدے یا مسئلہ کی تائید نہ تردید ہوئی۔ پھر یہ زمانہ انبیاء سے آج
تک اصل توریت اور ترجموں میں موجود چلا آیا ہے کوئی زمانہ توریت کے لکھے
جانے کے بعد ایسا نہیں تھا کہ یہ آخری باب توریت میں نہ پایا گیا ہو۔ ورنہ
معترض کو دکھانا چاہئے کہ فلاں زمانہ کی توریت میں یہ باب شامل نہیں ہے
اور فلاں زمانہ میں اہل کتاب کے درمیان اس ۳۴ باب کے واقعات کے

سبب توریت کی اصلیت کی نسبت شک پیدا ہوا تھا ورنہ معترض کا اس پر اعتراض
کرنا بالکل بیجا ہے۔

(۷) قول صفحہ ۱۰۔ ایسا ہی انجیل دراصل وہ کلام ہے جو حضرت عیسیٰ پر
نازل ہوئی تھی۔ مگر جو انجیلیں ہمارے سامنے پیش کی جاتی ہیں وہ غیر لوگوں کے
کلام ہیں جنہوں نے سنی سنائی باتیں بطور تاریخی واقعات کے لکھ دی ہیں۔
بلا سند کبھی یا ثبوت کو نہیں پہنچ سکا کہ فی الواقع ان لوگوں نے یہ کتابیں لکھی
ہوں جن کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔

قول۔ نازل ہونے سے اگر آپ کی یہ مراد ہے کہ انجیل کہیں لکھی ہوئی پڑی
تھی اور وہاں سے عیسیٰ پر بھیجی گئی تو یہ خیال غلط ہے مسیحی اس بات کو نہیں مانتے
اور مسیحی یہ بھی نہیں مانتے کہ انجیل عیسیٰ پر نازل ہوئی۔ ہاں عیسائی شروع سے
یہ مانتے ہیں کہ انجیل وہ کلام ہے جو خداوند یسوع المسیح نے روح القدس کی
ہدایت و قدرت و مدد و الہام بخش کر اپنے برگزیدہ حواریوں سے لکھوایا۔ اور یہ حواری
روح القدس کے بواسطے بولتے تھے۔ اور قرآن ان کو صاحب وحی۔ اور انصار اللہ
یعنی خدا کے مددگار۔ رسول اللہ۔ اور صاحب معجزات فرماتا ہے۔ وہی حواری
روح القدس کی تائید و الہام سے اس پاک انجیل کے لکھنے و لکھوانے والے
تھے۔ اور یہ وہی انجیل ہے کہ جس کی شروع سے موافق و مخالف سند دیتے و
لیتے آئے ہیں۔ کہ جس کے اقتباسات شروع زمانہ سے موافقوں و مخالفوں کی
کتابوں میں اب تک موجود و محفوظ ہیں۔ اسی پاک انجیل کے قدیم نسخے بڑے و چھوٹے
حروف کے دستی لکھے ہوئے چمڑے کے اوراق پر چوتھی صدی تک کے اب
موجود ہیں۔ اور پھر اسی انجیل کے دوسری صدی کے ترجمے بھی کئی زبانوں
میں موجود ہیں جو اس وقت سند گردانے گئے۔ پھر پہلی صدی سے تیسری صدی
تک کی تصنیف کی ہوئی کتابیں کہ جن میں اسی پاک انجیل کے مسائل کی شرح
کی گئی۔ اور اسی انجیل کی تفسیریں لکھی گئیں موجود ہیں۔ کہ جن سے صاف
ثابت ہوتا ہے کہ یہ وہی انجیل ہے جو پہلی۔ دوسری۔ تیسری۔ اور چوتھی صدی

کے مسیحیوں میں مقبول و مروج تھی - اور جس کے مسائل پر مسیحیوں کے آپس
میں اور غیر مذہب کے مخالفوں سے مباحثے ہوا کرتے تھے - اور اس انجیل
میں وہی کتابیں ہیں جو پائیس صاحب کی فہرست مصنفہ ۱۲۴ء یا ۱۵۰ء
میں درج ہیں - اور انجیل کے حصوں کو انہیں حواریوں کی تصنیف لکھا ہے کہ
جن نام نامی و گرامی سے اب نامزد و مشہور ہیں - اور اسی طرح دوسری صدی کا
لاطینی ترجمہ میں یہی انجیل ہے جو انہیں مصنفوں سے منسوب ہے - پھر شہر ہپو
کی مجلس نے جو ۳۹۳ء میں ہوئی اسی انجیل کی تصدیق کی اور یہی کتابیں بے
کم و کاست انہیں مصنفین حواریوں کے نام سے نامزد کی ہیں - پھر کارتھاگو
کی مجلس جو ۳۹۷ء میں ہوئی اسی انجیل کی ستائیس کتابیں مروجہ حالی
قانون میں داخل ہیں - اور انہیں مصنفوں کے نام سے نامزد ہیں - پس
اسی انجیل کی تصدیق نہ صرف پہلی صدی سے محمد صاحب کی پیدائش
سے دو سو برس پیشتر تک پہنچی ہے - بلکہ محمد صاحب کے زمانہ سے آج
تک اسی انجیل پر سب مسیحی جو مختلف زبانوں کو بولتے اور مختلف دور دراز
ملکوں میں رہتے ہیں اسی انجیل پر کاربند چلے آئے ہیں - اس کے سوا نہ
کوئی اور انجیل مستند و مروج تھی اور نہ مسیحیوں میں قابل سند گردانی گئی - اگر
کوئی اور انجیل پہلی صدی سے آج تک کے مسیحیوں میں مستند اور سند گردانی
گئی ہو پیش کیجئے - اور یونہی کسی سکلوپیڈیا کا نام لینا فائدہ نہ دیگا - اور
جب تک آپ کسی انجیل کی بابت اسی طرح کا سلسلہ اس کی تصدیق کی
بابت نہ دکھائینگے جیسا کہ ہم نے اس مروجہ و موجودہ انجیل کی تصدیق کا دکھایا!
ہے تب تک وہ قبولیت کے لائق نہ ہوگی - پھر آپ دور کیوں جاتے
ہیں - اپنے قرآن ہی میں اسی انجیل کی تصدیق کو دیکھ لیجئے - دیکھو
شہادت قرآنی بر کتب ربانی ؛